ضبط وترتیب : ادارۃ الحق

قسط ۔۲

حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی مدظلہ

دارالعلوم حقانیہ میں کی گئی تقریر

نئے حالات

نئے تقاضے

علماء کی ذمہ داریاں

# مسلمان کی تعریف

ثم جعلناک علی شریعۃ من الامر فاتبعہا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون۔ اگر پوچھے شریعت پر کیسے چلوں، امریکہ فرانس روس تو اور کچھ کہتا ہے۔ تو فرمایا ایسے لوگوں کی خواہشات کی پیروی مت کرو۔ امریکہ جاہل ہے، روس جاہل ہے، فرانس جاہل ہے۔ اور مقنن کیلئے علم تام کی ضرورت ہے، قدرت تام کی ضرورت ہے، حکمت تام کی ضرورت ہے، لاجانبداریت تام ضروری ہے، وہ بے پرواہ ہونا چاہیئے۔ سارے مادی رشتوں اور رابطوں سے تو یہ سب چیزیں صرف خدا میں پائی جاتی ہیں یا انسان میں۔ انسان تو اپنے ملک علاقہ قوم نسل وطن کے مفاد کو دیکھ کر دوسرے انسانوں کو نقصان دیگا۔ یورپی ہو تو ایشیائی کو پنجابی ہو تو سندھی کو غرض اپنے نسل وطن قوم کا مفاد ڈھونڈے گا۔ اور خدا کا نہ تو وطن ہے نہ قوم ہے، نہ عزیز و خویش ہیں۔ سب انسان اس کے بندے اور غلام ہیں۔

ان کل من فی السموات والارض الا آتی الرحمان عبدا۔ جو بھی آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ بندہ اور غلام ہی بن کر اس کے سامنے پیش ہوگا ——— وللہ ملک السموات والارض۔ آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت اسی کی ہے۔ تمام اوطان و اقوام سے ایک رشتہ ہے کہ وہ مالک باقی سب مملوک اور اس بات میں سب برابر ہیں۔ الغرض وہی ذات سرچشمۂ قانون بن سکتی ہے۔ وہی جو قانون بنائے گا، برابر اور مبنی بر انصاف ہو سکتا ہے۔

**مسلمان کی تعریف** ——— تو ہمارے بعض قوانین، تعزیری ہیں، بعض تمدنی ہیں۔ بعض بنیادی قوانین ہیں، جیسے ایمان اور اسلام، مگر ہمیں یورپ کی غلط تعلیم نے یہاں تک پہنچا دیا کہ بنیادی قوانین تک ہی شک و اضطراب ہونے لگا ہے۔ بنیادی قوانین میں سے ایمان ہے اور قاعدہ بغدادی کے مطابق ہمارے دین کا

الف ایمان ہے۔

—— اور ہمارے منتخب ممبر اسمبلی میں کہتے ہیں کہ ایمان کی تعریف نہیں ہوسکتی اور تعریف نہیں ہوسکتی تو جو اپنے کو مؤمن کہتے ہیں۔ وہ مومن کیسے ہیں۔؟ میں نے مولانا عبدالحق صاحب کی تعریف جو اسمبلی میں انہوں نے پیش کی ہے، پڑھی ہے، وہ بالکل صحیح ہے۔ میں اسے کچھ مزید منظم بنانا اور اس کے اجزاء کو آیت سے ثابت کرنا چاہتا ہوں ——

دراصل ہمارا مقابلہ ملحدوں سے ہوتا ہے جو عربی کتابوں کے حوالے نہیں جانتے، طلبۂ مدارس عربیہ کو ان چیزوں کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔ ہم تو بوڑھے ہو چکے ہیں۔ مولانا دامت برکاتہم نے کچھ ہمت کی، لیکن بہرحال ہم تو ان سے بوڑھے ہیں۔ آگے آنے والی نسلوں کے لئے نوجوان طلبہ کو مستعد ہونا چاہیئے۔ اور جہاد کا معنی یہ ہے کہ جس عصر اور زمانہ میں ہوں، اُس زمانہ کی بے دینی سے بے دینوں سے لڑنا —— تو اسلحہ کے بغیر تو لڑنا مشکل ہے۔ اور جہاد کی تیاری تو اسلام نے فرض قرار دی ہے۔ ہمارے پاس دل میں، ذہن میں، کتابوں میں سب کچھ ہے۔ لیکن زمانے کے مطابق اسکی تعبیر و ترجمانی کی ضرورت ہے۔ سیرت نبوی پر مستشرقین اعتراضات کرتے ہیں، تعدد ازدواج پر مقالے، سود پر مقالے کہ اسکی حرمت کی حکمت کیا ہے۔ معاشی مسائل کیا ہیں۔ آئینی مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں کیسے ہوگا۔؟ مخالفین کو قائلین بنانا اور انکے شبہات کا جواب دینا وقت کا تقاضہ ہے۔

بعض اسلام کی حدود اور تعزیرات پر معترض ہیں، جیسے دروں یا تازیانوں کی سزا یا قطع ید و رجل کی سزا، یہ دور حاضر کے ضروری مسائل ہیں۔ بعض کو عالم آخرت سے انکار ہے۔ عذاب قبر اور اس کا فلسفہ شبہات کی زد میں ہے۔ لوگوں کے ذہن الٹ گئے ہیں۔ ایسا نہ ہو جو ایک عالم کے متعلق مشہور ہے کہ اس نے عذاب قبر پر تقریر کی کہ مردوں کو سانپ۔ بچھو ڈسیں گے گرزوں سے مارا جائے گا۔ لوگ چیخ اٹھے ایک صاحب نے کہا میں ابھی جاکر حقیقت معلوم کرکے آتا ہوں۔ تو کسی نئے مردہ کی قبر پر رات کو جنگل میں جا بیٹھے پاس ہی سڑک گزر رہی تھی اس زمانہ میں تحصیلدار اور اس طرح کے افسر گھوڑی پر سفر کیا کرتے تھے۔ گھوڑی نے راستہ میں بچہ دیدیا۔ اب یہ حیران کہ بچہ کہاں لے جاؤں۔ ادھر ادھر پھرتا رہا کہ ادھر یہ بیٹھنے والا شخص کھانسنے لگا۔ دیکھا کہ آدمی ہے اور سمجھا کہ کفن کش ہے۔ کہ قبرستان میں چھپ کر بیٹھا ہے تحصیلدار نے زور سے ایک کوڑا لگایا۔ اس نے عذر کیا کہ میں کفن کش نہیں ہوں۔ کہا اچھا، جو بھی ہو، اب اس گھوڑی کے بچے کو اٹھا کر میرے ساتھ چلو۔ تو بچہ اٹھا کر تحصیلدار کے گھر پہنچا دیا۔ دوسرے ہفتہ مولوی صاحب نے پھر وعظ میں عذاب قبر کا ذکر شروع کیا۔ تو اس نے کھڑے ہو کر کہا مولوی صاحب ٹھہرو، عذاب قبر اتنا نہیں، صرف

ایک کوڑا لگتا ہے۔ اور گھوڑی کا بچہ اٹھانا پڑتا ہے۔

____ تو علماء کا فرض ہے کہ ضروریاتِ دین کو سمجھا سکیں، آئینی امور پر ہماری کمیٹی نے لاہور میں میٹنگ کی تو میں نے بھی مفتی محمود صاحب کو کچھ چیزیں نوٹ کرائی تھیں۔ ۱۹۵۳ء کی دستوری سفارشات کے سلسلہ میں کسی نے ایمان و اسلام کی تعریف کی ہمارے ایک بڑے مولوی صاحب نے جو مشاہیر میں سے تھے ایک کتاب سے عربی کی لمبی چوڑی عبارت نقل کر کے لے آئے حالانکہ ہمارا مقابلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو عربی کتابوں کے حوالے نہیں مانتے، متکلمین کا خطاب تو مسلمانوں سے تھا ہمارے سامنے تو ملحد ہوتے ہیں اس لئے میں نے عرض کیا کہ مولانا عبدالحق صاحب کی تعریف بالکل صحیح ہے۔ اب میں اسے کچھ منظم کرتا ہوں ---- ایمان کے سلسلہ میں علم کلام کے دو مسلّم مشاہیر امام حجۃ الاسلام غزالیؒ اور امام فخرالدین رازیؒ کے خیالات تقریباً ایک ہی ہیں۔

یومنون بالغیب کے تحت ان حضرات نے لکھا ہے کہ:

ھو التصدیق بجمیع ما علم بہ مجیٔ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالضرورۃ اجمالاً وتفصیلاً فی ما علم تفصیلاً۔

مثلاً علم، قدرت، سمع، بصر اللہ کی صفات ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح ارشاد فرمائے کہ اللہ کا متصف ہونا قطعی ہے۔ اجمال کے درجہ میں ہے۔ اور باقی صفات کا عین یا لاعین ہونا یا غیر ہونا اس کی تفصیلات ہیں۔ اب ترجمہ یہ ہوا کہ ایمان تصدیق کا نام ہے۔ مگر یاد رکھو کہ تصدیق دو قسم ہوتا ہوتا ہے۔ یہاں منطقی تصدیق مراد نہیں جس کا معنی کسی چیز کا "جاننا" ہے۔ وہ تو اضطراری پر بھی صادق آتی ہے۔ اور جو تصدیق میں معتبر ہے۔ وہ اختیاری ہے۔ اس کا معنی ہے جاننے کے بعد ماننا۔ صرف جاننا ایمان نہیں، ماننا ضروری ہے۔ محمد الرسول اللہ ____ ایک خبر ہے اس کا ایک جاننا ہے ایک ماننا۔ قرآن نے یہود کے بارہ میں کہا: یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم۔ یہ لوگ حضورؐ کو اپنے بچوں سے بھی زیادہ جانتے ہیں۔ پھر وہ کافر تھے۔ کیونکہ جاننے کے باوجود مانتے نہ تھے ____ پھر تصدیق کے متعلقات (یعنی جن کا ماننا ضروری ہے) ضروریاتِ دین ہیں جن سے مراد دین اسلام کی وہ باتیں ہیں جو حضور اقدسؐ نے بیان کیں اور اس کا ثبوت بالکل واضح اور بدیہی ہو۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جو واضح و قطعی نہ ہوں بدیہی نہ ہوں وہ ضروریاتِ دین نہیں۔ اور ضروریاتِ دین میں یہ بھی ہے کہ ما یعرفھا العامۃ۔ جسے عام لوگ جان سکتے ہیں۔ اور عوام سے ہی بعض لوگ سارے ناخواندے مراد لے لیتے ہیں جو غلط ہے۔ ہمارے مولوی محمد شریف کشمیری سندھ میں آ رہے تھے۔ ایک وفد آ رہا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ تمہارا پیغمبر کون ہے؟

انہوں نے کہا حضرت تُلی تو ایسے عوام مراد نہیں۔ بلکہ انقیاد اور ہیں۔ اور اسکی تصریح حضرت شاہ صاحب کشمیریؒ نے اکفار الملحدین میں کی ہے — لا من لم یرفع راسہ الی احکام الاسلام — اگر وہ اس راہ کو چھوڑتا ہے تو مخالفت اسی سے معلوم ہوگی کہ وہ — و یتبع غیر سبیل المومنین — کا مصداق ہے۔ مثلاً ختم نبوت کے مدعی کے ساتھ صحابہ کرامؓ نے جہاد کیا۔ وہ اگر تاویلات کرتا ہے۔ تو سبیل المومنین کے خلاف ہوا، جبکہ صحابہؓ سب انقیاد رکھتے۔

مزید یہ سمجھیں کہ ہر چیز کے تین وجود ہوتے ہیں۔ ذہنیؒ یا علمی، قولی یا تحریریؒ وتقریری۔ اور وجود خارجیؒ۔ اصل تحقق وجود خارجی کا ہے جو آخر میں ہوتا ہے۔ اس تمہید سے بے حد شبہات اور مشکلات حل ہو جاتے ہیں۔ ایک انجینئر کسی بلڈنگ کا نقشہ پہلے ذہن میں بناتا ہے۔ پھر اسے کاغذ کی سطح پر منتقل کرتا ہے۔ جو قولی یا تحریری وجود ہے۔ پھر مادی اشیاء سے خارج میں ایک مکمل ڈھانچہ کھڑا کر دیتا ہے۔ تو ان تینوں وجودوں میں مطابقت بے حد ضروری ہوتی ہے۔ ورنہ تینوں وجود متضاد ہو کر غلط ہو جائیں گے۔ مثلاً تحریری تشریح وجود خارجی کے خلاف ہوتی تو دونوں غلط ہو جائیں گی۔ اگر وجود خارجی قولی وجود کے مطابق نہ ہوگا۔ تو بگڑ جائے گا۔ تو متکلمین کہتے ہیں کہ کل ضروریات دین پر اختیاری تصدیق ضروری ہے۔ یہ ایک موجبہ کلیہ ہوا کسی ایک سے بھی انکار کفر ہوگا۔ اور موجبہ کلیہ کا نقیض سالبہ جزئیہ ہوتا ہے۔ کہ اگر ایک فرد بھی نہ مانے۔ تو کفر ہوگا۔ تو جتنے اجزاء متکلمین کے اقوال ہوئے قرآن اسکی تشریح کرتا ہے مگر قرآن کہتا ہے۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون۔ تو ما انزل اللہ سب ضروریات دین ہیں اس میں حرمت شراب — ختم نبوت سب مسئلے آجاتے ہیں۔ جوا بازی، بت پرستی وغیرہ کی حرمت بھی ہے۔ عبادات کا حکم بھی ہے۔

اب اگر ما انزل اللہ کے مفہوم میں اختلاف آجائے، معنی ایک ہے مگر دوسرا کہے کہ نہیں یہ معنی ہے، تو وہ منزل الٰہی کا نقشہ بدلتا ہے۔ انجینئر کے تحریری نقشے کی شکل تبدیل کرتا ہے۔ اگر یہ معنی فٹ نہیں ہوتا تو کیسے مانا جا سکتا ہے۔؟ قرآن نے تو اس کی تشریح کر دی تھی:

ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ۔ اور تبین کی مخالفت تو ضروریات دین کی مخالفت ہے۔ اور غیر تبین ضروریات دین میں سے نہیں۔ آگے فرمایا: ویتبع غیر سبیل المومنین۔ مومنین کا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے۔ یہ بھی ایک معیار ہے کہ صحابہ کرامؓ قرون حسنہ ہیں بررۃ انقیاد ہیں۔ ان کے ہاں کے متعارف معانی چھوڑتا ہے۔ تو یہ رسول کی مخالفت و شقاق کا معیار ہوگا۔ تو دیکھنا چاہیے کہ کیا نعوذ باللہ صحابہ کرامؓ میں بھی ختم نبوت کا کوئی منکر تھا۔ شراب اور جوا بازی کسی نے حلال ٹھہرائے، کسی نے زنا درست سمجھا۔؟ اگر نہیں اور پھر بھی حرام جان کر کرے گا۔ تو فسق ہوگا۔ اور اگر اسے حلال سمجھے گا تو کفر

ہو گا ___ رہ گیا قادیانیوں کا مسئلہ تو یہ تو بالکل آسان ہے۔ ابھی پچھلے دنوں ایم ایم احمد مرزائی نے عدالت میں کہا تھا کہ جو میرے دادا کو نہیں مانتے وہ سب کافر ہیں۔ تو جب مرزائیوں کے عقیدے میں باقی سب مسلمان کافر ہیں تو وہ خود کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔

___ تو آئین بناتے وقت صدر صاحب سے کہنا چاہیئے کہ اب یا تو مرزائیوں کی بات مان لو، یا ہماری بات مان لو۔ اس کے جواب میں ایک حیلہ جوئی کی جاتی ہے۔ کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہے وہ مسلمان ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ دو آدمی ہیں، ایک اصل تھانیدار ہے۔ دوسرا جعلی اور نقلی، جس نے رقم بٹورنے کے لئے تھانیداری کا حلیہ اختیار کیا۔ دیہات میں جا جا کر لوگوں کو دھوکا دیتا ہے۔ اسی طرح ایک اصلی تحصیلدار ہے۔ ایک جعلی اور مصنوعی۔

اب ان انگریزی خواں مسٹروں سے پوچھئے کہ یہ سخاوت اور فیاضی اس معاملہ میں کیوں نہیں۔؟ کہ جو اپنے آپ کو تھانیدار اور تحصیلدار کہے اُسے وہی سمجھو جب۔ اس سے ڈگری مانگتے ہو تب وکیل کو پریکٹس کی اجازت دیتے ہو۔ تو ایمان اور مسلمان ہونے کے لئے کیوں ڈگری ضروری نہیں۔ ایک شخص چپڑاسی ہونے کا غلط دعویٰ تو نہ کر سکے۔ مگر ہر شخص کو مسلمان کہنے کی اجازت ہو نہ اہلیت نہ ڈگری نہ شرائط۔ تو ظالمو! ایمان اور اسلام کے ساتھ یہ مذاق کیوں کرتے ہو کہ اس کے لئے نہ پرائمری پاس ضروری ہے نہ مڈل نہ میٹرک، اور یہ مذاق اور تمسخر اس اسلام سے کرتے ہو جس کے بارہ کروڑ فرزندوں نے تمہیں یہ پاکستان بنا کے دیا اور ایک نظریاتی بنیاد ہی پر یہ ملک بنا۔ روس اشتراکیت کا قائل ہے، تو اس نظریہ کے مخالف کسی شخص کو ملک کا اہم عہدہ نہیں دیا جاتا۔ تو جو لوگ یہاں کی دستوری اساس سے متفق نہیں ہوں گے، وہ ملک کے اہم مناصب پر کیسے فائز ہو سکیں گے۔

بلوچستان میں ایک فرقہ ہے، ذکری، جو نماز حج روزہ کا منکر ہے۔ محمد اٹکی اس کے داعی ہیں۔ اسکی تعریف میں لوگ گاتے ہیں۔ ذکران فرقہ نماز کا بھی منکر ہے۔ اس کی جگہ ذکر کرتے ہیں۔ کچھ بلوچی اشعار فارسی میں اپنی تعریف میں نوجوان لڑکی سے جس میں کہلواتا تھا کہ وہ مراد ایک پہاڑ ہے۔ وہاں ذی الحجہ کے ایام میں حج کرنے جاتے تھے۔ یہ محمد اٹکی کے غائب ہونے کی جگہ تھی۔ سنا ہے کہ ۲۰ ہزار ذکری لوگ تو کراچی میں تھے۔ میں جب قلات وغیرہ کا وزیر قانون تھا، تو شرعی عدالتوں کو حکم دیا کہ کوئی عدالت ذکری شخص کی شہادت مسلمان کے خلاف نہ لے۔ اس وقت مرکز کے وزیر قانون اے کے بروہی تھے۔ ان لوگوں نے فریاد کی کہ وزیر معارف نے ظلم کیا۔ بروہی صاحب نے مجھے خط لکھا کہ اسلام میں مساوات ہے۔ براہ کرم آپ اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریں۔ میں نے بھی مختصراً جواب لکھا کہ نظر ثانی کا معنی ترک اسلام

ہے۔ جس کے لئے میں کیا کوئی ادنیٰ مسلمان بھی تیار نہیں۔ فقط والسلام۔

جواب پہنچا تو دوسرا خط بھیجا کہ میں اتنا چاہتا ہوں کہ قرآن وسنّت میں ایسی کوئی دلیل ہے کہ ذمی کی کوئی شہادت مسلمان کے خلاف معتبر نہ ہو، میں نے جواب میں اور آیات کے ساتھ یہ آیت بھی لکھی کہ ولن یجعل اللّٰہ للکٰفرین علی المؤمنین سبیلا۔ نیز فقہی حکم ، ولا تقبل شہادۃ الکافر علی المومن۔ کی تفصیل بھی لکھی۔ انہوں نے پھر لکھا کہ نقلی دلائل تو معلوم ہوئے۔ اگر عقلی دلائل بھی بطور استفادہ معلوم ہو جائیں تو مزید تشفی ہو سکے گی۔ میں نے جواب میں لکھا کہ اسلامی نقطۂ نظر سے گواہی ایک عہدہ ہے شہادت کی اہلیت کا عہدہ، اور ہر عہدہ اور ہر عہدہ کے لئے ایک ڈگری کی ضرورت ہے۔ تو اس کے لئے بھی اسلام نے اوّلین شرط مومن ہونا لگائی ہے۔ اور یہ کہ شہادت کیلئے ایک حکومتی عہدہ ہے۔ میں نے لکھا ہے، کہ حکومت نفع وضرر کے اختیار کو کہتے ہیں۔ اور شہادت سے چاہے تو مدعی کو ۲ ہزار روپے نفع اور مدعی علیہ کو ۲۰ ہزار نقصان پہنچا دیا جاتا ہے۔ کسی کو شہادت سے پھانسی دیدی جاتی ہے۔ کیا اتنے بڑے ضرر اور نفع کا اختیار حکومت کا شعبہ نہیں ۔۔۔؟

پھر انہوں نے پوچھا کہ تسلی تو ہو گئی مگر یہ دلیل کسی کتاب میں بھی ہے۔؟ میں نے لکھا کہ یہ تو فقہ کی بنیادی کتاب ہدایہ میں بھی ہے کہ لان الشہادۃ من باب الولایۃ۔ یعنی اس لئے کہ گواہی حکومت کے باب میں سے ہے۔ اگر کوئی قانون دان ہدایہ بھی نہ سمجھے تو میں کیا کروں ۔۔۔ تو ایمان شرط ہے۔ اور یہ تو اسلام کے دستور کی اساسی باتیں ہیں۔ ان الحکم الا للّٰہ (توحید فی الحاکمیتہ)

الغرض پاکستان سے قلات وغیرہ کا الحاق ہوا تو وہی قانون نافذ کرنے کی کوشش کی گئی جو انگریز سے ترکہ میں ملا تھا۔ اور موجودہ انگریزی نظام عدالت جو اس ملک میں جاری ہے۔ یہ انگریزی کمپنی نے شاہ عالم بادشاہ کو اجارہ پر دیا تھا کہ سال میں اتنے دن ہمارا اور باقی آپ کا۔ اور اجارہ میں یہ شرط کہ قانون بھی ہم بنائیں گے۔ ضابطہ دیوانی ضابطہ فوجداری، تعزیرات ہند، بنانے والے بھی انگریز تھے، انہوں نے قانون ایسا پیچیدہ بنایا کہ مقدمہ جتنا لمبا اور طویل ہو گا ہمارا فائدہ ہو گا۔ اب ہم نے اس لعنتی قانون کی دم پکڑ رکھی ہے۔ اس لئے کہ ملاّ سے بیر ہے۔ بالفاظ دیگر مولیٰ سے دشمنی ہے۔ حالانکہ قانون ایسا بنایا گیا کہ انصاف کا حصول ناممکن

باقی صفحہ ۶۰ پر

---

لہ اس سے معلوم ہوا کہ کسی اسلامی مملکت کی امارت وحکومت جو ولایت عامہ ہے، کیلئے مسلمان ہونا کتنا لازمی شرط ہے۔ اس طرح دیگر کلیدی مناصب کیلئے بھی جو مسلمانوں کو نفع وضرر پہنچانے کے کلیدی دروازے ہیں۔ آج اتنی بدیہی بات منوانے کے لئے بھی مسلمانوں کی سلطنت میں علماء کو کتنی جدوجہد کرنی پڑ رہی ہے۔

( سمیع الحق )